

عبادت نہج البلاغہ کی نظر میں

<"xml encoding="UTF-8?">

نہج البلاغہ کا اجمالی تعارف

نہج البلاغہ وہ عظیم المرتبت کتاب ہے جس کو دونوں فریق کے علماء معتبر سمجھتے ہیں، یہ مقدس کتاب امام علی علیہ السلام کے پیغامات اور گفتار کا مجموعہ ہے جس کو علامہ بزرگوار شریف رضی علیہ الرحمہ نے تین حصوں میں ترتیب دیا ہے جن کا اجمالی تعارف کچھ یوں ہے:

۱۔ حصہ اول:

خطبات نہج البلاغہ کاسب سے پہلا اور مهم حصہ امام علی علیہ السلام کے خطبات پر مشتمل ہے جن کو امام علیہ السلام نے مختلف مقامات پر بیان فرمایا ہے، ان خطبوں کی کل تعداد (۲۲۱) خطبے ہیں جن میں سب سے طولانی خطبہ ۱۹۲ ہے جو خطبہ قاصعہ کے نام سے مشہور ہے اور سب سے چھوٹا خطبہ ۵۹ ہے۔

۲۔ حصہ دوم:

خطوط یہ حصہ امام علیہ السلام کے خطوط پر مشتمل ہے، جو آپ نے اپنے گورنروں اور دوستوں، دشمنوں، قاضیوں اور زکوٰۃ جمع کرنے والوں کے لئے لکھے ہیں، ان سبب میں طولانی خط ۵۳ ہے جو آپ نے اپنے مخلص صحابی مالک اشتر کو لکھا ہے اور سب سے چھوٹا ۷۹ ہے جو آپ نے فوج کے افسروں کو لکھا تھا۔

۳۔ حصہ سوم:

کلمات قصار نہج البلاغہ کا آخری حصہ ۲۸۰ چھوٹے بڑے حکمت آمیز کلمات پر مشتمل ہے جن کو کلمات قصار کہا جاتا ہے، یعنی مختصر کلمات، ان کو کلمات حکمت اور قصار الحکم بھی کہا جاتا ہے، یہ حصہ اگرچہ مختصر بیان پر مشتمل ہے لیکن ان کے مضامین بہت بلند پایہ حیثیت رکھتے ہیں جو نہج البلاغہ کی خوبصورتی کو چار چاند لگادیتے ہیں۔

اسلام کی نظر میں انسان جتنا خدا کے نزدیک ہو جائے اُس کا مرتبہ و مقام بھی بلند ہوتا جائے گا اور جتنا اُس کا مرتبہ بلند ہوگا اسی حساب سے اُس کی روح کو تکامل حاصل ہوتا جائے گا۔ حتیٰ کہ انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ جو بلند ترین مقام ہے جہاں وہ اپنے اور خدا کے درمیان کوئی حجاب و پردہ نہیں پاتا حتیٰ کہ یہاں پہنچ کر انسان اپنے آپ کو بھی بھول جاتا ہے۔

یہاں پر امام سجاد علیہ السلام کا فرمان ہے۔ جو اسی مقام کو بیان کرتا ہے۔ امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

”إِلٰهِي هَبْ لِي كَمَالَ الْإِنْقِطَاعِ إِلَيْكَ وَ اَنْزِ اَبْصَارُ قُلُوبِنَا بُعَيْنَاءَ نَظَرَهَا إِلَيْكَ حَتَّى تَخْرُقَ اَبْصَارَ الْقُلُوبِ حُجُبَ النُّورِ فَتَصِلَ إِلَى مَعْدَنِ الْعَظَمَةِ“۔ [1]

”خدایا میری (توجہ) کو غیر سے بالکل منقطع کردے اور ہمارے دلوں کو اپنی نظر کرم کی روشنی سے منور کردے۔ حتیٰ کہ بصیرت قلوب سے نور کے حجاب ٹوٹ جائیں اور تیری عظمت کے خزانوں تک پہنچ جائیں۔ اس فرمان معصوم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان خدا سے متصل ہو جاتا ہے اس کی توجہ غیر خدا سے منقطع ہو جاتی ہے خدا کے علاوہ سب چیزیں اُس کی نظر میں بے ارزش رہ جاتی ہیں۔ وہ خود کو خداوند کی مملوک سمجھتا ہے۔ اور اپنے آپ کو خدا کی بارگاہ میں فقیر بلکہ عین فقر سمجھتا ہے اور خدا کو غنی بالذات سمجھتا ہے۔“

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

[2]

”انسان خدا کا زرخیز غلام ہے اور یہ خود کسی شئی پر قابو نہیں رکھتا ہے۔“

لہذا خداوند کریم کا قرب کیسے حاصل کیا جائے تاکہ یہ بندہ خدا کا محبوب بن جائے اور خدا اس کا محبوب بن جائے۔ معصومین علیہم السلام فرماتے ہیں: خدا سے نزدیک اور قرب الہی حاصل کرنے کا واحد راستہ اس کی عبادت اور بندگی ہے۔ یعنی انسان اپنی فردی و اجتماعی زندگی میں فقط خدا کو اپنا ملجاء و ماوا قرار دے۔ جب انسان اپنا محور خدا کو قرار دے گا تو اُس کا ہر کام عبادت شمار ہوگا۔ تعلیم و تعلم بھی عبادت، کسب و تجارت بھی عبادت۔ ضروری و اجتماعی مصروفیات بھی عبادت گویا ہر وہ کام جو پاک نیت سے اور خدا کے لئے ہوگا وہ عبادت کے زمرے میں آئے گا۔

ابھی عبادت کی پہچان اور تعریف کے بعد ہم عبادت کی اقسام اور آثار عبادت کو بیان کرتے ہیں۔ تاکہ عبادت کی حقیقت کو بیان کیا جاسکے۔ خداوند سے توضیقات خیر کی تمنا کے ساتھ اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔

عبادت کی تعریف:

”الْعِبَادَةُ هِيَ الْخُضُوعُ مِمَّنْ يَرَى نَفْسَهُ غَيْرَ مُسْتَقِلٍّ فِي وُجُودِهِ وَ فِعْلُهُ اِمَامَ مَنْ يَكُونُ مُسْتَقِلًّا فِيهَا“۔

”عبادت یعنی جھک جانا اُس شخص کا جو اپنے وجود عمل میں مستقل نہ ہو اُس کی ذات کے سامنے جو اپنے وجود و عمل میں استقلال رکھتا ہو“

یہ تعریف بیان کرتی ہے کہ ہر کائنات میں خدا کے علاوہ کوئی شئی استقلال نہیں رکھتی فقط ذات خدا مستقل

اور کامل ہے۔ اور عقل کا تقاضا ہے کہ ہر ناقص کو کامل کی تعظیم کرنا چاہی ۱۷ چونکہ خداوند متعال کامل اور اکمل ذات ہے بلکہ خالق کمال ہے لہذا اُس ذات کے سامنے جھکاؤ و تعظیم و تکریم معیار عقل کے عین مطابق ہے۔

عبادت کی اقسام:

امام علی علیہ السلام نہج البلاغہ کے اندر عبادت کرنے والوں کی تین اقسام بیان فرماتے ہیں۔ فرمایا:

”إِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللَّهَ رَغْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ التَّجَارِ وَ إِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللَّهَ رَهْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ الْعَبِيدِ، وَ إِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللَّهَ شُكْرًا فَتِلْكَ عِبَادَةُ الْأَحْرَارِ“۔ [3]

”کچھ لوگ خدا کی عبادت کے انعام کے لالچ میں کرتے ہیں یہ تاجروں کی عبادت ہے اور کچھ لوگ خدا کی عبادت خوف کی وجہ سے کرتے ہیں یہ غلاموں کی عبادت ہے اور کچھ لوگ خدا کی عبادت خدا کا شکر بجالانے کی لئے کرتے ہیں یہ آزاد اور زندہ دل لوگوں کی عبادت ہے۔“

اس فرمان میں امام علیہ السلام نے عبادت کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

پہلی قسم :

تاجروں کی عبادت فرمایا: ”إِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللَّهَ رَغْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ التَّجَارِ ...“

یعنی کچھ لوگ رغبت اور انعام کے لالچ میں خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ امام فرماتے ہیں یہ حقیقی عبادت نہیں ہے بلکہ یہ تاجر لوگوں کی طرح خدا سے معاملہ کرنا چاہتا ہے۔ جیسے تاجر حضرات کا ہم و غم فقط نفع اور انعام ہوتا ہے۔ کسی کی اہمیت اُس کی نظر میں نہیں ہوتی۔ اسی طرح یہ عابد جو اس نیت سے خدا کے سامنے جھکتا ہے دراصل خدا کی عظمت کا اقرار نہیں کرتا بلکہ فقط اپنے انعام کے پیش نظر جھک رہا ہوتا ہے۔

دوسری قسم :

غلاموں کی عبادت ”وَ إِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللَّهَ رَهْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ الْعَبِيدِ“۔

امام فرماتے ہیں کچھ لوگ خدا کے خوف سے اس کی بندگی کرتے ہیں یہ بھی حقیقی عبادت نہیں ہے بلکہ غلاموں کی عبادت ہے جیسے ایک غلام مجبوراً اپنے مالک کی اطاعت کرتا ہے۔ اُس کی عظمت اس کی نظر میں نہیں ہوتی۔ یہ عابد بھی گویا خدا کی عظمت کا معترف نہیں ہے بلکہ مجبوراً خدا کے سامنے جھک رہا ہے۔

تیسری قسم :

حقیقی عبادت فرمایا:

”وَإِنْ قَوْمًا عَبَدُوا اللَّهَ شُكْرًا فَلَيْسَ عِبَادَةُ الْأَحْزَارِ“۔

امام فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو خدا کی عبادت اور بندگی اُس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کے لئے بجالاتے ہیں۔ فرمایا : یہ حقیقی عبادت ہے۔ چونکہ یہاں پر عبادت کرنے والا اپنے منعم حقیقی کو پہچان کر اور اُس کی عظمت کا معترف ہو کر اُس کے سامنے جھک جاتا ہے۔ جیسا کہ کوئی عطیہ اور نعمت دینے والا واجب الاکرام سمجھا جاتا ہے۔ اور تمام دنیا کے عاقل انسان اُس کی عظمت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اسی عقلی قانون کی بنیاد پر امام علیہ السلام فرماتے ہیں جو شخص اُس منعم حقیقی کو پہچان کر اُس کے سامنے جھک جائے۔ اسی کو عابد حقیقی کہا جائے گا۔ اور یہ عبادت کی اعلیٰ قسم ہے۔

نکتہ

ایسا نہیں ہے کہ پہلی دو قسم کی عبادت بے کار ہے اور اُس کا کوئی فائدہ نہیں ہے ہر گز ایسا نہیں ہے بلکہ امام علیہ السلام مراتب عبادت کو بیان فرمانا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی پہلی دو قسم کی عبادت بجالاتا ہے تو اُس کو اس عبادت کا ثواب ضرور ملے گا۔ فقط اعلیٰ مرتبہ کی عبادت سے وہ شخص محروم رہ جاتا ہے۔ چونکہ بیان ہوا اعلیٰ عبادت تیسری قسم کی عبادت ہے۔

عبادت کے آثار

(۱) نورانیت دل

عبادت کے آثار میں سے ایک اہم اثر یہ ہے کہ عبادت دل کو نورانیت اور صفا عطا کرتی ہے۔ اور دل کو تجلیات خدا کا محور بنا دیتی ہے۔ امام علی(ع) اس اثر کے بارے میں فرماتے ہیں :

”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَ الذِّكْرَ جَلَاءً لِلْقُلُوبِ“۔[4]

امام علی(ع) فرماتے ہیں کہ ”خدا نے ذکر یعنی عبادت کو دلوں کی روشنی قرار دیا ہے۔ بہرے دل اسی روشنی سے قوۃ سماعت اور سننے کی قوۃ حاصل کرتے ہیں اور نابینا دل بینا ہو جاتے ہیں۔“

(۲) خدا کی محبت

عبادت کا دوسرا اہم اثر یہ ہے کہ یہ محبت خدا کا ذریعہ ہے۔ انسان محبوب خدا بن جاتا ہے اور خدا اس کا محبوب بن جاتا ہے۔ امام(ع) نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں۔

”طُوبَى لِنَفْسٍ اَدَّتْ اِلَى رَبِّهَا فَرَضَهَا وَ عَرَكَتْ بِجَنَبِهَا بَوْسَهَا“۔[5]

”خوش قسمت ہے وہ انسان جو اپنے پروردگار کے فرائض کو انجام دیتا ہے اور مشکلات اور مصائب کو برداشت

کرتا ہے اور رات کو سونے سے دوری اختیار کرتا ہے۔“

امام (ع) کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ انسان ان مشکلات کو خدا کی محبت کی وجہ سے تحمل کرتا ہے اگر محبت خدا دل کے اندر نہ ہو تو کوئی شخص یہ مشکلات برداشت نہیں کرے گا۔ جیسا کہ ایک اور جگہ پر اس عظیم الشان کتاب میں فرماتے ہیں:

”وَإِنَّ لِلذَّكَرِ لَأَهْلًا أَحَدُوهُ مِنَ الدُّنْيَا بَدَلًا“۔ [6]

”تحقیق اس ذکر (یعنی عبادت) کے اہل موجود ہیں جو دنیا کے بجائے اسی کا انتخاب کرتے ہیں۔“
یعنی اہل عبادت وہ لوگ ہیں جو محبت خدا کی بنا پر دنیا کے بدلے یاد خدا کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں، اور دنیا کو اپنا ہم و غم نہیں بناتے بلکہ دنیا کو وسیلہ بنا کر اعلیٰ درجہ کی تلاش میں رہتے ہیں۔

۳) گناہوں کا محوہونا

گناہوں کا محوہونا یہ ایک مهم اثر ہے۔ عبادت کے ذریعہ گناہوں کو خداوند کریم اپنی عطوفت اور سہر بانی کی بنا پر محو کر دیتا ہے۔ چونکہ گناہوں کے ذریعے انسان کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور جب دل اس منزل پر پہنچ جائے تو انسان گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتا۔ جبکہ عبادت و بندگی اور یاد خدا انسان کو گناہوں کی وادی سے باہر نکال دیتی ہے۔ جیسا کہ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”إِنَّهَا لَتُحْتِ الذُّنُوبَ حَتَّى الْوَرَقِ“۔ [7]

”تحقیق یہ عبادت گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتی ہے جیسے موسم خزاں میں درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔“

بعد میں امام (ع) فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے نماز کو اور عبادت کو ایک پانی کے چشمے سے تشبیہ دی ہے جس کے اندر گرم پانی ہو اور وہ چشمہ کسی کے گھر کے دروازے موجود ہو۔ اور وہ شخص دن رات پانچ مرتبہ اس کے اندر غسل کرے تو یقیناً بدن کی تمام میل و آلودگی ختم ہو جائے گی، فرمایا: نماز بھی اسی طرح ناپسندیدہ اخلاق اور گناہوں کو صاف کر دیتی ہے۔

نماز کی اہمیت

نماز وہ عبادت ہے کہ تمام انبیاء کرام نے اس کی سفارش فرمائی ہے۔ اسلام کے اندر سب سے بڑی عبادت نماز ہے جس کے بارے میں پیامبر اکرم (ص) کا ارشاد ہے۔ اگر نماز قبول نہ ہوئی تو کوئی عمل قبول نہیں ہوگا پھر فرمایا نماز جنت کی چابی ہے اور قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال ہوگا۔
قرآن مجید کے اندر نماز کو شکر خدا کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ بعض حدیثوں میں نماز کو چشمہ و نہر سے تشبیہ دی گئی ہے جس میں انسان پانچ مرتبہ غسل کرتا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی احادیث نماز کی عظمت اور اہمیت پر دلالت کرتی ہیں امام علی (ع) نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں۔

”تَعَاهِدُوا أَمْرَ الصَّلَاةِ وَحَافِظُوا عَلَيْهَا وَاسْتَكْثِرُوا مِنْهَا وَتَقَرَّبُوا بِهَا“۔ [8]

”نماز قائم کرو اور اس کی محافظت کرو اور اس پر زیادہ توجہ دو اور زیادہ نماز پڑھو اور اس کے وسیلے سے خدا

کا قرب حاصل کرو۔“

چونکہ خداوند عالم قرآن میں ارشاد فرماتا ہے۔

[9]

”نماز بعنوان فریضہ واجب اپنے اوقات میں مومنین پر واجب ہے۔“

پھر فرمایا :

”قیامت کے دن اہل جنت، جہنم والوں سے سوال کریں گے۔ کونسی چیز تمہیں جہنم میں لے کر آئی ہے وہ

جواب دیں گے کہ ہم اہل نماز نہیں تھے۔“

پھر امام(ع) اس خطبہ ۱۹۹ میں فرماتے ہیں:

نماز کا حق وہ مومنین پہنچاتے ہیں جن کو دنیا کی خوبصورتی دھوکہ نہ دے۔ اور مال و دولت اور اولاد کی

محبت نماز سے نہ روک سکے۔ ایک اور جگہ پر امام(ع) فرماتے ہیں۔

”عَلَيْكُمْ بِالْمَحَافِظَةِ عَلَى أَوْقَاتِ الصَّلَاةِ فَلَيْسَ مِنِّي مَنْ ضَيَّعَ الصَّلَاةَ“۔ [10]

”تم اوقات نماز کی پابندی کرو وہ شخص مجھ سے نہیں ہے جو نماز کو ضائع کر دے۔“

ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں:

”وَاللَّهُ اللَّهُ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا عُمُودُ دِينِكُمْ“۔ [11]

”خدا را، خدا رانماز کو اہمیت دو چونکہ نماز تمہارے دین کا ستون ہے۔“

اس حدیث کے علاوہ اور بھی کافی احادیث اہمیت نماز کو بیان کرتی ہیں۔ چونکہ اختصار مدنظر ہے لہذا انہی

چند احادیث پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ فقط ایک دو مورد ملا خطہ فرمائیں:

۱۔ نماز قرب خدا کا ذریعہ ہے

امام(ع) نہج البلاغہ کے اندر فرماتے ہیں:

”الصَّلَاةُ قُرْبَانٌ كُلُّ تَقِيٍّ“۔

”نماز موجب قرب خدا ہے۔“

۲۔ نماز محور عبادات

رسول گرامی اسلام (ص) فرماتے ہیں نماز دین کا ستون ہے سب سے پہلے نامہ اعمال میں نماز پر نظر کی جائے

گی اگر نماز قبول ہوئی تو بقیہ اعمال دیکھے جائیں گے۔ اگر نماز قبول نہ ہوئی تو باقی اعمال قبول نہیں ہوں گے۔

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

”وَاعْلَمُوا أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ عَمَلِكُمْ تَبِعَ لِصَلَاتِكُمْ“۔ [12]

”جان لو کہ تمام دوسرے اعمال تیری نماز کے تابع ہونے چاہیں۔“

عظمت نماز

امام علی علیہ السلام نہج البلاغہ کے اندر ارشاد فرماتے ہیں:

”لَيْسَ عَمَلٌ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الصَّلَاةِ...“-[13]

”نماز سے بڑھ کر کوئی عمل خدا کو محبوب نہیں ہے، لہذا کوئی چیز دنیاوی تجھے اوقات نماز سے غافل نہ کرے۔“

وقت نماز کی اہمیت

امام علیہ السلام اسی کتاب میں فرماتے ہیں:

”صَلِّ الصَّلَاةَ لَوْفَتْهَا الْمُؤَقَّتِ لَهَا وَ لَا تَعْجَلْ وَفَتْهَا لِفَرَاغٍ وَ لَا تُؤَخِّرْهَا عَنْ وَفَتْهَا لِاشْتِغَالٍ“-[14]

”نماز کو معین وقت کے اندر انجام دو۔ وقت سے پہلے بھی نہیں پڑھی جاسکتی اور وقت سے تاخیر میں بھی نہ پڑھو۔“

امام (ع) جنگ صفین میں جنگ کے دوران نماز پڑھنے کی تیاری فرماتے ہیں۔ ابن عباس نے کہا اے امیر المومنین ہم جنگ میں مشغول ہیں، یہ نماز کا وقت نہیں ہے۔ تو امام نے فرمایا۔ اے ابن عباس میں ”علی (ع)“ جنگ لڑ ہی نماز کے لئے رہا ہوں۔ امام (ع) نے زوال ہوتے ہی نماز کے لئے وضو کیا اور عین اول وقت میں نماز کو ادا کرکے ہمیں سبق دیا ہے کہ نماز کسی صورت میں اول وقت سے مؤخر نہ کی جائے۔

نماز تہجد یا نماز شب

نماز شب یا نماز تہجد ایک مستحی نماز ہے جس کی گیارہ رکتیں ہیں۔ آٹھ رکعت نماز شب کی نیت سے اور دو رکعت نماز شفع کی نیت سے اور ایک رکعت نماز وتر کی نیت سے پڑھی جاتی ہے نماز شفع کے اندر قنوت نہیں ہوتا۔ اور نماز وتر ایک رکعت ہے۔ اور قنوت کے ساتھ جس میں چالس مومنین کا نام لیا جاتا ہے۔ یہ نماز معصومین (ع) پر واجب ہوتی ہیں۔ معصومین (ع) نے اس نماز پر بہت تاکید فرمائی ہے۔ چونکہ اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں۔

نماز شب کی برکات

”قِيَامُ اللَّيْلِ مُصَحَّهٌ الْبَدَنِ وَ مَرْضَاهُ لِلرَّبِّ عَزَّ وَ جَلَّ وَ تَعَرُّضٌ لِلرَّحْمَةِ وَ تَمَسُّكٌ بِأُخْلَاقِ النَّبِيِّينَ“-[15]

۱۔ نماز شب تندرستی کا ذریعہ ہے۔

۲۔ خشنودی خدا کا ذریعہ ہے۔

۳۔ نماز شب اخلاق انبیاء کی پیروی کرنا ہے۔

۴۔ اور باعث رحمت خداوند ہے۔

امام علی علیہ السلام نماز شب کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :
”میں نے جب سے رسول خدا(ص) سے سنا ہے کہ نماز شب نور ہے تو اس کو کبھی ترک نہیں کیا حتیٰ کہ جنگ
صفین میں ”لیلة الهریر“ میں بھی ترک نہیں کیا“ [16]

نماز جمعہ کی اہمیت

نماز جمعہ کے بارے میں بھی امام علی علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں بہت تاکید فرمائی ہے:

حدیث اول:

”وَلَا تُسَافِرُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ حَتَّى تَشْهَدَ الصَّلَاةَ“۔ [17]
”جمعہ کے دن سفر نہ کرو اور نماز جمعہ میں شرکت کرو۔ مگر یہ کہ کوئی مجبوری پیش نظر ہو۔“

حدیث دوم:

”إِنَّ عَلِيًّا كَانَ يَمْشِي إِلَى الْجُمُعَةِ خَافِيًا تَعْظِيمًا لَهَا وَ يُعَلِّقُ بِيَدِهِ الْيُسْرَى“۔ [18]
”امام علی(ع) جمعہ کے احترام میں ننگے پاؤں چل کر نماز میں شریک ہوتے تھے اور جوتے ہاتھ میں ہوتے
تھے۔“

[1] مفاتیح الجنان، مناجات شعبانیہ، شیخ عباس قمی۔

[2] سورہ نحل آیت ۷۵۔

[3] نہج البلاغہ، حکمت ۲۳۷۔

[4] نہج البلاغہ، خطبہ ۲۲۲۔

[5] نہج البلاغہ، خطبہ ۴۵۔

[6] نہج البلاغہ، خطبہ ۲۲۲۔

[7] نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹۹۔

[8] نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹۹۔

[9] سورۃ نساء آیت ۱۰۳۔

[10] دعائم الاسلام، ج ۲، ص ۳۵۱۔

[11] نہج البلاغہ، خط ۴۷۔

- [12] نهج البلاغه، خط ٢٧.
- [13] شيخ صدوق الخصال ، ٦٢١.
- [14] نهج البلاغه، خط نمبر ٢٧.
- [15] قطب الدين راوندی۔ الدعوات، ص ٧٦.
- [16] بحار الانوار جلد ٤ .
- [17] نهج البلاغه، خط ٦٩.
- [18] دعائم الاسلام، ح ١، ص ١٨٢.